سلسلۂ اشاعت قرآن حیدر آباد دکن

بابتہ محرم الحرام ۳۴۹ سنہ ہجری

جلد (۲) نمبر (۱)

قرآن غیر اقوام میں

مسلمان کیونکر ایسا ہوا

مرتبہ

ابو محمد مصلح

دفتر

قرآنی تحریک حیدر آباد دکن

چندہ سالانہ ــــ روپیہ ماہوار پرچہ ــ ــ ــ

ہمدردانِ قرآن

برادران عزیز شبلی یزدانی، مرزا احسن علی، سید افضل الدین ہاشمی سلمہم نے اپنی طرف سے "قرآن اقوامِ غیر" میں ایک ہزار چھپوا کر "قرآنی تحریک فنڈ" میں داخل فرمایا۔

جزاہم اللہ احسن الجزاء

دعاگو

مصلح

الحمار یحمل الاسفار

(مولانا امجد حیدرآبادی)

ماں نے لڑکے سے کہا جاتے ہوئے بازار کو
گھر کے دروازے کا اے بچے ذرا رکھنا خیال

میں ابھی آتی ہوں تھوڑی دیر میں بازار سے
لاؤں گی تیرے لئے بھی کوئی چیز اے میرے لال

الغرض سمجھا بجھا کر وہ گئی بازار کو
آ گیا بس کھیل کا اک بار لڑکے کو خیال

پٹ نکالے اس نے دروازے کے جھٹ پٹ توڑ کر
اور اس کو لے چلا ہمراہ طفل بدخصال

جا کے تھوڑی دور دروازہ تو رکھا اک طرف
ہو گیا مصروف بس پھر کھیل میں بے قیل و قال

آئی جب ماں اس کی تھوڑی دیر میں بازار سے
گھر کا نقشہ دیکھ کر وہ ہو گئی آشفتہ حال

ہیں بلند اقبال غائب۔ اور در ٹوٹا ہوا
لے گئے سب چور جو کچھ گھر میں تھا اسباب مال

گھر سے الٹے پاؤں روتی چیختی واپس ہوئی
مال کا غم، رنج بربادی کا، بچے کا خیال

چار جانب ڈھونڈتی پھرتی تھی وہ فرزند کو
چاک داماں، چاک دل، آتش بجاں، آشفتہ حال

آخرالامر اک گلی میں پہنچی با حالِ تباہ
دیکھا صاحبزادے ہیں مصروفِ بازی وجدال

دیکھتے ہی خستہ حال کی جان میں جان آ گئی
ہو کے پھر آشفتہ لڑکے سے کہا اس نے سوال

میں نے چھوڑا تھا تجھے در کی حفاظت کیلئے
خوب کی تو نے حفاظت واہ اے فرخندہ فال

میں نے پالا تھا تجھے ظالم اسی دن کیلئے
کر دیا مردار ماں کو تو نے اے بچے ملال

ماں کے اس غصے پہ لڑکے نے متانت سے کہا
امی! اماں آپ کو تو آ گیا ناحق جلال

لیجئے گا یہ ہے دروازہ حفاظت سے رکھا
اب تو دل خوش ہو گیا؟ اب تو ہوا چہرہ بحال

اس طرح بے غور و فکر اب تو نہ دو گی گالیاں
ہو گئیں تم تو ذرا سی بات میں آشفتہ حال

ماں نے تھوڑی دیر تو لڑکے کا منہ دیکھا کیا
پھر وہاں سے گھر کو واپس ہو گئی بے قیل و قال

ہے یہی حالت ہماری نسبتِ قرآن پاک
جزدانہ ہاتھوں میں لیے پھرتے ہیں ہم در کی مثال

ہر ورق قرآن کا گل سے زیادہ محترم
شکلِ غنچہ وسعت میں اس کی زباں ہے منہ میں لال

کیسی خوش الحانی سے کرتے ہیں تلاوت واہ واہ
ایک شب میں پڑھتے ہیں قرآن کامل بالکمال

حفظ کرتے ہیں کلام اللہ اک اک حرف ہم
پر نہ کچھ مطلب سے مطلب ہے نہ معنی کا خیال

الحمار یحمل الاسفار کے مصداق ہیں
تشنہ لب داریم جاں بر چشمۂ آبِ زلال

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا اھل الکتٰب تعالوا الیٰ کلمۃ سوآءٍ
بیننا وبینکم ان لا نعبد الا اللہ

اے اہل کتاب آؤ ہم تم ایک ایسے مقصد وحید پر متحد ہو جائیں جو ہمارے
اور تمھارے درمیان ازل سے ہی مشترک ہے اور وہ یہ کہ
ایک خدائے واحد کے سوا کسی کی پرستش نہ کریں

کائنات کا ظہور خدا کی معرفت اور انسانوں کی تخلیق کا واحد مقصد توحید پرستی ہے۔ کوئی قوم اور کوئی بستی ایسی نہیں جس میں خدا کا پیغام نہ آیا ہو اور کوئی خدا کا خاص بندہ توحید پرستی کی دعوت و تبلیغ کے لئے مبعوث نہ ہوا ہو۔

خدا کا آخری نبی اور خدا کا آخری پیغام انہیں پیغامات اور انہیں برگزیدہ ہستیوں کی تعلیم کا مجموعہ ہے۔ اور مصدق۔ اصلی غرض خالص توحید کی حفاظت اور اسی کا پیش کرنا ہے۔ اس لحاظ سے اقوام عالم پر رحمۃ للعالمین اور قرآن کریم کا احسان ہے کہ ان کی اصل دولت پھر ان کے سامنے آگئی۔

توحید پرستی اور اس کے لوازم تعلیمات کی چونکہ اب تکمیل ہو چکی تھی اسی لئے دوسرے پیغامبر اور دوسرے آسمانی پیغام کی ضرورت باقی نہیں رہی

اور اسی لئے اس جنس گرانمایہ کی حفاظت اتم کی ضرورت تھی۔ اس لئے خدا نے اس کی حفاظت کا ذمہ خود اپنے اوپر لے لیا۔ نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون۔ قرآن کو ہم نے نازل کیا اور ہمیں اس کی حفاظت کریں گے۔

ظاہر ہے کہ اقوام عالم کی مشترک چیز اب ہمیشہ خالص ہی رہے گی۔ [illegible] بس کا ہی چاہیے قرآن مجید کی طرف متوجہ ہو اور سب سے [illegible] توحید پرستی کا سبق حاصل کرے۔ یہی سبب ہے [illegible] اسلام ہر قوم کے ہادی ہیں۔ اور اسلام ہر مذہب والوں کا دین ہے۔ اور قرآن ہر مذہب والوں کی مذہبی کتاب ہے۔

قرآن فطرتِ انسانی کا دوسرا نام ہے۔ اسی لئے اس کی دعوت میں سراپا عمومیت ہے۔ اور یہ بلا استثنا آسمان کے نیچے بسنے والی ہر قوم کو توحید پرستی کی طرف بلانے میں حق بجانب ہے۔ وہ قومیں جو آج عملاً توحید پرست نہیں ہیں لیکن قولاً تو اُن کو بھی توحید کا اقرار کرنا ہی پڑتا ہے۔ کاش یہ توحید پرستی کے قائل ہوں۔ اور اس کے لیے قرآن مقدس کو پڑھیں۔

لوگ مذہب اور اسلام کا نام سنکر گھبراتے ہیں حالانکہ یہ تو گھبرانے کی نہیں۔ بلکہ مانوس ہونے کی چیز ہے۔ کون ہے جو اچھی باتوں کو پسند نہیں کرتا۔ اور کس کا ضمیر ہے جو صداقت کی زبان نہیں رکھتا۔ انہیں اچھی باتوں کا مجموعہ تو قرآن ہے۔ اور قرآن ہی تو ہے جس کا نام "صداقت" ہے

قرآن اقوام غیر میں

ایسے لوگ خواہ وہ کسی مذہب پر ہوں اور کسی کتاب کا قائل اپنے کو کہیں لیکن غور کرو تو وہ اسلام ہی پر ہیں اور قرآن کے ہی قائل ہیں جس حد تک فطرتِ انسانی کے معترف اور صداقت پر عمل پیرا ہوں اتنا حصہ یقیناً اسلام ہی ہے اور قرآن ہی ہے۔

مذہب جب تک انسانی نفسانی خواہشات کا شکار نہیں ہوتا۔ باعث جنگ وجدل نہیں بنتا اور کوئی آسمانی کتاب باعث نفرت نہیں بنتی۔ مذاہب عالم کی کانفرنس ہر سال منعقد ہوتی ہے۔ مگر جب تک لوگ اپنا اپنا مذہب لیکر اُس میں شریک ہونا ترک نہ کریں گے۔ کوئی حقیقی نتیجہ برآمد نہ ہوگا۔ اس کانفرنس کا نصب العین اگر خالص توحید پرستی قرار پائے تو پھر آگے کام آسان ہو جائے۔

مذاہبِ عالم کے پیشوا سب سے پہلے خالص توحید پرستی کے قائل ہو جائیں اور اس راہ کی رکاوٹوں کو دور کردیں اور اگر یہ نہیں کر سکتے تو پھر کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ اگر ایک جماعت ایسی پیدا ہو جائے جو عوام میں خالص توحید پرستی کی تعلیم عام کرنے کے لیے وقف ہو تو ایک دن ایسا آسکتا ہے کہ اس راہ کی بیشتر رکاوٹیں دور ہو جائیں گی۔

دراصل یہ کام مسلمانوں کا تھا۔ خدا نے ان کو اسی لئے منتخب کیا تھا کہ اللہ سے بچھڑے ہوؤں کو اللہ سے ملائیں گے۔ مگر ان کے اندر کوئی نظم باقی نہیں رہا ہے۔ امیر المومنین، اسلامی بیت المال، جہاد فی سبیل اللہ داخلی و خارجی تبلیغ جو اصل چیزیں ہیں۔ یہ اُن سے یکسر محروم اور

بے خبر ہیں۔

خارجی تبلیغ کے بارے میں تو ان کا طرز حیرت میں ڈال دیتا ہے مسجد یہ جو اسلامی مدارس کا درجہ رکھتی ہیں۔ ان میں تعلیم کی غرض سے بھی کوئی غیر قوم کا فرد آ نہیں سکتا۔ اسلامی مدارس جن کا نام ہے اُن میں بھی سرے سے کسی غیر قوم کا داخلہ نہیں ہو سکتا۔ یہ تو دور رہا کہ ان بانیان مدارس کی طرف سے اس کا بندوبست ہوتا اور آسانیاں بہم پہنچائی جاتیں۔ حال تو یہ ہے کہ آج اگر ایسی غیر قوم کے لوگ اسلامی تعلیمات سے فیضیاب ہونا چاہیں تو حکماً ممنوع ہے ہو ہی نہیں سکتا کہ اسلامی مدارس میں دوسری قوم کا کوئی فرد داخل ہو سکے۔ "قرآن مجید" جو ہر جگہ کا فرد شرک کو اصلی تعلیم کی طرف توجہ دلاتا ہے اور معلوم نہیں کن کن طریقوں سے چاہتا ہے کہ وہ حقیقی تعلیم سے آگاہ ہو جائیں۔ اور اُن کے گریز پر معلوم نہیں کیسے کیسے انداز اور عذاب کا مستحق گردانتا ہے۔ وہ بھی تاریکی میں ڈال دیا گیا ہے۔ اور اب ہر شخص یہی سمجھتا ہے کہ قرآن صرف مسلمانوں کے لئے ہے۔ اسلامی مدارس اور قرآنی تعلیمات میں فوری انقلاب کی ضرورت ہے اور یک قلم تغیر ہونا چاہیے۔ غیر اقوام کو پورا موقع دینا چاہیے کہ وہ انسانیت کے حصول کے لئے حقیقت کو پالیں۔ دنیا کو معلوم ہو جانا چاہیے کہ مسلمانوں ہی کے پاس اُن کی کھوئی ہوئی چیز ہے وہ سمجھ جائیں کہ قرآن کے ہی ذریعہ سے اپنے پیدا ہونے کی غرض کو پورا کر سکتے ہیں۔

مسلمان کا مرنا اور جینا سفر اور حضر سب کچھ کتاب اللہ کے علم و عمل عام

کرنے کے لئے جیسا کہ قرونِ اولیٰ میں تھا ہمیشہ ہونا چاہیے، تجارت ہو۔ یا ملازمت، کاشتکاری ہو یا صنعت و حرفت ہر جگہ اور ہر مقام پر اصل مدعا کتاب اللہ کی تبلیغ کے سوا اور کچھ نہ ہو۔ جس سے ملنا ہو، جس سے واسطہ پڑے احسن طریقے پر قرآن مجید کے علم و عمل کی دعوت دینی چاہیئے۔

مسلمانوں کی اولاد کو ابھی سے مبلغِ قرآن اور مجاہدِ اسلام بننا چاہیئے ان کے ذہن نشین ہونا چاہیے کہ وہ من مانی زندگی بسر کر کے مسلمان باقی نہیں رہ سکتے۔ یہ دوسری بات ہے کہ وہ اپنے آباؤ اجداد کی غلطیوں کے شکار ہو رہے ہیں۔ اور ان کے نقش قدم پر چل کر گمراہ ہو رہے ہیں غفلت کا عالم ان پر طاری ہے اور وہ نہیں سمجھتے کہ وہ کیا کر رہے ہیں حالانکہ اگر اسکول و کالج کے اندر بھی ہیں تو مسلمان کے ہی نام سے یاد کیے جاتے ہیں۔ پھر وہ قرآنی تعلیم و تبلیغ سے کیونکر بے خبر رہ سکتے ہیں۔ چاہیئے کہ وہ اپنے بھائیوں کو قرآن کے ذریعے توحید پرستی کی تعلیم و تلقین کرتے رہیں۔ مطلب یہ ہے کہ ایک مسلمان جن لوگوں میں جہاں پر ہو اپنے اصلی فرائض کو فراموش نہ کرے۔

مسلمانوں کو یاد رکھنا چاہیے کہ اُن کے پیدا کرنے والے نے اُن پر دو فرض عائد کیے ہیں۔ ایک تو خود اُن کا قرآنی علم و عمل کے ذریعہ ہدایت یافتہ ہونا پھر دوسری قوموں کو بھی گمراہی سے بچانا اور صراطِ مستقیم پر لانا۔ خدا کے یہاں ان کے ذمہ ان ہر دو امور کی سختی سے بازپرس ہوگی۔ اگر ان کے ذریعہ یہ کام انجام پایا تو اجر بھی دوگنا ہے۔ اور اگر یہ اس سے غافل رہے تو اقوام عالم کی

ہلاکت اور تباہی و بربادی میں ان کا بھی حصہ ہے۔

بہر حال صرف مسلمانوں کے پاس ہی آج صداقت ہے اور اسی کا نام قرآن ہے۔ اس کے دعوے ہیں کہ وہ بے مثل کتاب ہے۔ اور اللہ کی بھیجی ہوئی ہے وہ کہتی ہے کہ نجات و فلاح کی وہ حامل ہے اور وہ بتلاتی ہے کہ دین و دنیا کی کامرانی بغیر اس کے حاصل نہیں ہو سکتی۔ پس مسلمانوں کو چاہئیے کہ وہ اقوام عالم کے اندر اس کو پیش کرنے کا تہیہ کریں۔ ہر زبان کے مبلغ قرآن اور ہر زبان میں قرآن مجید کے تراجم تبلیغی اصول پر عام کریں۔

امت محمدیہ صلعم اس فرض سے کبھی سبکدوش نہیں ہو سکتی کہ اللہ کا دین عام ہو جائے۔ یکون الدین کلّہٗ للہ

غیر اقوام کے افراد دنیا کی ہر کتاب کا مطالعہ کرتے ہیں۔ ان کو علم ہونا چاہیئے کہ ایک کتاب قرآن بھی ہے۔ اور آج ساڑھے تیرہ سو برس سے وہ اپنے بے مثل و لاجواب ہونے کا بابانگِ دہل اعلان کر رہی ہے۔ تھوڑا وقت نکال کر وہ قرآن کو پڑھیں۔ مگر شرط یہ ہے کہ قرآن کو کسی چیز کا تابع کر کے نہ پڑھیں۔ بلکہ کم سے کم پڑھتے وقت تو ضرور قرآن کو قرآن کے بتلائے ہوئے اصول پر پڑھیں پھر اُن کو صداقت کا پتہ چل جائے تو اختیار کریں۔ میں یقین دلانا چاہتا ہوں۔ کہ دنیا کی امن و سلامتی قرآن کے ذریعہ سے ہی ممکن ہے۔ خدائی حکومت عبدیتِ الٰہی اور محبتِ الٰہی کا حصول قرآن سے ہی ہو سکتا ہے۔

قرآن بحیثیت ایک کتاب کے یا ایک ادبی اور اخلاقی کتاب کے، دیگر

اقوام کی مذہبی اور تاریخی کتاب کے اعلیٰ فلسفہ والی کتاب کے اور انسان بنانے والی فطرتِ انسانی کی ابھارنے والی کتاب کے بھی پڑھنے کے لائق ہے۔ قرآن کی شان میں خدائے قرآن اِنْ ھُوَ اِلَّا ذِکْرٌ لِّلْعَالَمِیْنَ۔ ارشاد فرماتا ہے۔ اس لئے ڈرنا چاہیئے کہ اگر اس سے غافل رہے تو اُن کا کیا حشر ہوگا۔

وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی

صحیفۂ ناطق

این کاروبارِ عالم دنیا لطیفہ ایست
بہرِ معاد صوم و صلوٰۃ و وظیفہ ایست

عثمان عزیز تر نبود چون جانِ ما
قرآں نزول کردہ و ناطق صحیفہ ایست

(شاہِ دکن)

نورِ لطیف

وہ نورِ لطیف برملا آیا ہے
گمراہ کے پاس راہنما آیا ہے

قرآنِ کریم اور مرے ہاتھوں میں
بندوں کی گرفت میں خدا آیا ہے

(امجد حیدرآبادی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اٰمِنُوْا بِاللّٰہِ

ہر مدرسہ، ہر مجلس، ہر ممبر، ہر قومی پلیٹ فارم، ہر اخبار و رسائل، ہر نظم و نثر مضامین اور ہر زبان سے یہ تو تم سن لوگے کہ مسلمان مسلمان نہیں رہے جس کا یہ مطلب ہوگا۔ کہ مسلمانوں کو مسلمان بننا چاہیئے اور مرض و سبب مرض جب دریافت کروگے تو ایک دفتر بے پایاں پیش کر دیا جائے گا۔ پھر دوا اور شفا کے متعلق سوال کرو تو بھی ایسی ہی کثرت نظر آئے گی۔ زیادہ سے زیادہ اب تک جو کچھ کہا اور سنا گیا ہے وہ یہ ہے کہ سب اس لئے ہوا کہ مسلمانوں نے اسلام سے منہ موڑا۔ اور اسلامی تعلیمات کو چھوڑ بیٹھے۔ پھر ہونا یہ چاہیئے کہ ان کو اسلام سے دوبارہ رشتہ جوڑنا چاہیئے اور اسلامی تعلیمات کی طرف رجوع کرنا چاہیئے"۔ تم سمجھے ہوں گے کہ ایسا کہنے والوں نے واقعی مرض کی تشخیص اور علاج کے بتلانے میں آخری لفظ کہا۔ اور اس کے بعد کہنے سننے کی کوئی گنجائش نہیں چھوڑی مگر تمہاری حیرانی کی انتہا نہیں رہے گی جب یہ سنوگے کہ اب بھی کچھ نہیں کہا گیا۔ اور ایسا کہنے والے اب بھی سمجھ کر نہیں کہہ رہے ہیں۔ صحابۂ کرام کی پیروی اور اسوۂ حسنہ نبی کریم صلعم کے متعلق سوال کرکے دیکھو کہ وہ کیا ہے؟ اور اس کو ہر مسلمان مرد اور عورت یہاں تک کہ چالیس کروڑ نفوس میں سے ایک فرد بھی باقی نہ بچے آخر کیونکر حاصل کرے؟ اسلامی

تعلیمات سے مراد کیا ہے؟ کیا ساری تفسیریں، احادیث کی کل کتابیں فقہ کا ایک ایک مسئلہ اور درسیات کی ہر کتاب ممکن ہے کہ ہر مسلمان مرد، عورت، بچے اور بچیاں پڑھ لیں۔ اتنے پڑھانے والے کہاں ہیں، اتنے مدارس کہاں ہیں؟ اور اگر ہوں بھی تو کیا یہ ممکن ہے کہ ہر فرد ان کا عالم بن سکے۔ اچھا اگر یہی ہونا چاہیئے۔ تاہم کس امید پر۔ کیا اسلامی مدارس اب نہیں ہیں یہاں مذکورہ بالا چیزیں پڑھائی نہیں جاتیں۔ پھر یہاں کے فارغ التحصیل اسوۂ حسنہ نبی کریم صلعم پر ہیں۔ صحابہ کی پیروی میں زندگی بسر کر رہے ہیں کم سے کم ہندوستان میں پانچ لاکھ تو عالم ہوں گے۔ پانچ لاکھ نہ سہی ایک لاکھ ہی سہی اگر یہ مسلمان ہیں تو کم سے کم ہندوستان کا طبقہ الٹنے کے لئے تو ان کو کافی ہونا چاہیئے تھا۔

جزر و مدِ اسلام، مسلمانوں کا اقبال و زوال، مسلمانوں کا تنزل اور ترقی آج معرکۃ الآرا مسئلہ بنا ہوا ہے۔ اب تک جو کچھ مواد اس کے متعلق جمع ہو سکا ہے وہ ایک خاصہ کتب خانہ ہے۔ صحیح نتیجہ تک رہبری ہوئی یا نہیں اس کا پتہ چلانا چاہو تو سنو ایک طبقہ کا خیال ہے کہ جب تک مسلمانوں میں مغربی طرز معاشرت کوٹ کوٹ کر نہ بھر دیا جائے گا۔ اور ان سے قدیم رسم و رواج دور نہ ہو جائے گا مسلمان اُس وقت تک ترقی نہیں کر سکتے جب تک ان کی مستورات بے پردہ نہ ہو جائیں۔ ان سے افلاس نہیں جا سکتا جب تک سود جائز قرار نہ پائے۔ مسلمان اُس وقت تک شاہراہ ترقی پر گامزن نہیں ہو سکتے۔ جب تک ان میں مقدس جماعت کا وجود باقی ہے مسلمان آزادی سے ہمکنار نہیں ہوتے۔

دوسرا گروہ ایسا کہنے والے کو سب کچھ کہتا ہے ان کو مغرب پرست کہکر اور اسلام سے خارج کر کے دم لیتا ہے اور مسلمانوں کی ترقی کیلئے ضروری سمجھتا ہے کہ مسلمان اُس وقت تک پنپ نہیں سکتے جب تک کہ اسلام اور اس کے بتلائے ہوئے اصول کی سختی سے پابندی نہ کریں۔

بات در اصل یہ ہے کہ جب مسافر راستہ سے بھٹک جاتا ہے تو نام تو رستہ اور منزل ہی کا لیتا ہے مگر وہ راستہ اور منزل سے محروم ہوتا جاتا ہے پس راستہ اور منزل مسلمانوں کے رہنماؤں سے جاتی رہی ہے۔ صرف یاد رہی یاد ہے۔

مریض پھر وہ جماعت ہے جو اپنے کو طبیب سمجھ رہی ہے اصلی حالت میں اصلی دوا اور صحیح نسخہ بھی دیر میں کامیاب ہوگا۔ کیونکہ مریض چاہے ہلاک ہی ہو رہا ہو لیکن خواہش تو اُس کی یہی ہوتی ہے کہ اس کو وہ غذا ملے جو در اصل اُس کی ہلاکت کا سبب بن جائے۔ ہمدرد معالج کے ہدایات اُسے پسند نہیں آئیں گے مگر یہاں تو معاملہ ہی برعکس ہے مریض اپنے کو طبیب، گمراہ اپنے کو رہبر سمجھا ہوا ہے۔ پھر کوئی وجہ نہیں کہ آئے دن حالت زبون تر نہوتی جائے۔

جو کچھ اور نقائص بیان ہوئے وہ میری اصطلاح میں بھول بھلیاں ہیں۔ اگر مسلمان مسلمان بن سکتے ہیں تو صرف قرآنِ مجید سے۔ اگر ہر مسلمان بلا استثناء کوئی چیز سیکھ سکتا ہے تو وہ قرآنِ مجید ہے۔ اور پھر جس کو اور چیزیں بھی جاننی ہوں وہ خاص لوگ ہوں گے عوام نہیں۔

عام مسلمانوں نے اسی کو چھوڑا ہے مگر سب سے پہلے خواص اس کو بھول

بیٹھے ہیں قرآن کا دینا انھیں کو نہیں آتا۔ یہ حقیقت ہے کہ جس دن خواص نے قرآن کو پکڑا اُس دن سے اسلام اپنی حالت پر آنا شروع ہوگا۔

اسلام قرآن کے اندر ہے۔ بس اب ضرورت اسلام کے دینے والوں کی ہے یعنے ایسے افراد کی جو قرآن کا دینا جانتے ہوں۔ قرآن۔ قرآن کے وعظ۔ قرآن کے درس، قرآن کے مدرسہ، قرآن کے متعلق تحریر و تقریر۔ تالیف و تصنیف موجود ہے۔ یہ بھی مغالطہ نہ ہونا چاہیے۔ اس سے بھی دھوکا نہ کھانا چاہیئے بلکہ اس کا ثبوت یوں طلب کرنا چاہیے اگر آفتاب طلوع ہے تو روشنی ہونی چاہیئے تاریکی نہیں۔ قوم اور درس لینے والے کو زندہ ہونا چاہیئے۔ مُردہ نہیں۔

میں نے کہا کہ بس جو کچھ ہو سکتا ہے وہ قرآن سے ہو سکتا ہے لیکن اس کی وضاحت کی ضرورت ہوگی کہ لوگ قرآن سے اس قدر الگ ہو گئے ہیں اور اتنی غلط فہمیوں میں مبتلا ہو گئے ہیں کہ اتنا کہنا کافی نہ ہوگا۔ اور یہی وہ چیز ہے جسے مین تقریر و تحریر اور درس کے ذریعہ پیش کر رہا ہوں۔

مین نے مسئلہ یہ چھیڑا ہے کہ مسلمان مسلمان کیونکر ہو سکتے ہیں اور یہ بالکل صحیح ہے۔ مسلمان مسلمان ہیں بھی اور نہیں بھی ہیں۔ اس لئے جب تک یہ اپنے کو مسلمان کہتے ہیں کوئی حق نہیں کہ ان کو اسلام کے دائرہ سے خارج کیا جائے۔ لیکن جب مسلمانوں کی زندگی کی غرض و غیرہ پر خیال جاتا ہے تو کہنا پڑتا ہے کہ مسلماں در گور و مسلمانی در کتاب۔ ایک طرف اللہ کی کتاب کو رکھا جائے۔ اور دوسری طرف موجودہ مسلمانوں کو پھر دونوں کو ملایا جائے تو

یا ایھا الذین آمنوا آمنوا باللہ

ایک دوسرے سے قطعاً متغیر اور دوسری چیز نظر آئیں گی حالانکہ ایسا نہیں
ہونا چاہیئے۔ بلکہ مسلمانوں کو صورتاً اور سیرتاً قرآن ہی کی متابعت میں نظر
آنا چاہیئے۔

اب اہم سوال یہ ہوتا ہے کہ مسلمان مسلمان کیونکر ہو سکتے ہیں اس کا
جواب وہی ہوگا جو اوپر بیان ہوا لیکن اس سے واضح جواب مسلمان بنانے
والی کتاب ہی سے متعلق کرنا چاہیئے۔ قرآن مجید میں ہے یاایھا الذین
آمنوا آمنوا جو لوگ اپنے کو مسلمان کہتے یا سمجھتے ہیں اور پھر بھی قرآنی
معیار پر مسلمان نہیں ہوتے ہیں تو ان کے اندر کمی ایمان ویقین ہی کی ہوتی ہے
اور یہی کمی ہے جو انھیں مسلمان کہنے اور سمجھنے کے باوجود نہ دین کا ثابت
کرتی ہے نہ دنیا کا۔ اللہ اللہ خدا کا کلام بھی کس قدر سچا ہے جس کے سامنے
دم مارنے کی گنجائش نہیں ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ آج مسلمانانِ عالم میں ایمان
ویقین ہی باقی نہیں رہا یہی سبب تو ہے جو کتاب اللہ شریف نے انھیں ایمان
ویقین کی دعوت دی۔

علم ویقین کا فقدان اس قدر بڑھا ہوا ہے کہ اس مصیبت سے شاذ و نادر
ہی کوئی نفس خالی ہو۔ اسلامی دنیا قرآن مجید کو اب بھی خدا کی کتاب اور بڑی
چیز سمجھتی ہے لیکن اس کو کیا کیا جائے کہ ایمان ویقین کا اس میں کوئی حصہ
نہیں ہوتا۔ ورنہ اللہ کی کتاب کہنے کے بعد اور بڑی چیز سمجھنے کے باوجود اسکے
علم و عمل سے پھر کون سی چیز رد کرنے والی ہو سکتی ہے۔

تجاویز

(۱) جس طرح مسلمانوں کا خدا ایک، رسول ایک، کتاب ایک، قبلہ ایک ہے اسی طرح عالمگیر قرآنی تحریک کا مرکز بھی ام القریٰ ہونا چاہیے اور دنیا میں اسلامی شیرازہ قائم کرنے کیلیے مدینۃ الاسلام کا قیام مکہ معظمہ میں مناسب ہے

(۲) اسلامی ممالک کے عام باشندوں کے نمایندوں کی ایک عام مجلس شورت کے علاوہ والیان ملک اور رئیسان اسلام کی شرکت بھی ضروری ہے جن کی امداد اور شورے سے مدینۃ الاسلام مکہ معظمہ کا انتظام ہو اور اس کا منتظم ایک ایسا شخص ہو جو امیر المومنین اور خلیفۃ المسلمین قرار پائے۔

(۳) مدینۃ الاسلام مکہ معظمہ کیلیے دنیائے اسلام سے تبلیغ قرآن کیلئے ایک کروڑ روپے سالانہ کی امداد ہو اس کے علاوہ زکواۃ و خیرات وغیرہ کی مد سے ایک اسلامی بیت المال بھی اس کے متعلق قائم کیا جائے۔

(۴) مدینۃ الاسلام مکہ معظمہ کے متعدد مراکز ہوں جو عموماً ہر جگہ اور خصوصاً ہر اسلامی ملک میں قائم ہوں۔

(۵) تعلیم اور تبلیغ اور تنظیم کے داخلی و خارجی دو شعبے قائم ہوں، ایک مسلمانوں کیلئے اور دوسرا دیگر اقوام کے اندر قرآن مقدس کو پہنچاتے رہنے کے واسطے۔

(۶) ہر شخص پر قرآن کا پڑھنا اور سننا لازمی قرار پائے، متحدہ قومیت کے اصول پر ہر گھر اور ہر مسجد میں درس قرآن کا ایک عالمگیر سلسلہ قائم ہو جس میں ایسے افراد تیار کیے جائیں جو ہر مسلمان کو مجاہد فی سبیل اللہ اور مبلغ قرآن بنانے کیلئے وقف ہوں۔

(۷) انجمنوں، اخبارات و رسائل، تالیف و تصنیف نیز سیاحت و تقاریر کے ذریعے قرآنی تحریک ہر جگہ کام کرے اور نوع انسان کو خدائی حکومت کے قیام، خدا کی سچی عبادت اور محبت الٰہی کا درس دیا جائے۔ ان اللہ علیٰ کل شیٔ قدیر

طبعے بہم رساں کہ بسازی بعالمے
یا ہمتے کہ از سر عالم تواں گزشت

ابو محمد مصلح
دفتر قرآنی تحریک حیدرآباد دکن
(ہندوستان)